از جناب زبیڈ محفوظ خان صاحب ایڈوکیٹ، سپریم کورٹ، پشاور

غرقِ فرعون اور اس کی لاش کا مسئلہ

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرانس کے جواب میں

جناب ڈاکٹر حمید اللہ صاحب، فرانس کا جواب ماہنامہ الحق ماہ اگست میری نظر سے گذرا۔ ڈاکٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپنے خیالات کی مزید توضیح اس مضمون میں فرمائی ہے۔ لیکن مجھے ان کی رائے سے اتفاق نہیں ہے کہ فرعون مدّو جزر کی وجہ سے غرق ہوا۔ اور اس کی لاش غوطہ خوروں نے نکالی۔ ڈاکٹر صاحب نے جو مثال اپنے بچے کی ڈوب جانے اور اس کی لاش تلاش کرنے کی پیش کی ہے وہ عام حالات میں ممکن ہو سکتی ہے۔ لیکن عام حالات اور معجزہ میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ معجزہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم اور انبیائے کرام کے ذریعے سے ظہور پذیر ہوتا ہے جب کہ عام حالات میں ہر ایک انسان عالم اسباب سے کام لیا کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کا فرعون سے نجات، دریا میں راستہ بن جانے سے اور فرعون اور اس کے لشکر کا ڈوب جانا صرف ایک معجزہ تھا جس میں آنے والے لوگوں کے لئے ایک مثال پیش کرنا ہے تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں۔

فرعون کا ذکر قرآن کریم کے مندرجہ ذیل آیات میں صریحاً آیا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی اور جگہ قرآن کریم میں کنایتہً بھی ذکر آیا ہو۔

سورہ بقرہ آیت ۵۰	آل عمران آیت ۱۱	الاعراف آیات ۱۰۳ تا ۱۳۶
الانفال۔ آیت ۵۲، ۵۴	یونس آیت ۷۵ تا ۹۳	ہود آیات ۹۶ تا ۹۷
بنی اسرائیل ” ۱۰۱ تا ۱۰۳	طٰہٰ ” ۹ ” ۷۹	المومنون ” ۴۵ ” ۴۹
الشعراء ” ۱۰ ” ۶۳	القصص ” ۴ ” ۴۰	العنکبوت ” ۳۹ ” ۴۰
المومن ” ۲۳ ” ۳۲	الزخرف ” ۴۶ ” ۵۶	الدخان ” ۱۷ ” ۲۲

سورہ الذاریات آیات ۳۸ تا ۴۰ سورہ القمر آیات ۴۱ تا ۴۳ سورہ التحریم آیت ۱۱

المزمل " ۱۵ " ۱۶ الفجر " ۱۰ " ۱۴ النزعٰت " ۱۵ تا ۲۶

اب علیحدہ علیحدہ ان آیات قرآنی کا مفہوم اور معانی دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ فرعون کا مدّ و جزر سے غرق ہونا کہاں تک صحیح ہے۔ سورہ البقرہ کی آیات ۵۰ میں ذکر ہے وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے :-

" اور جب شق کردیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے بچالیا تم کو اور غرق کردیا متعلقین فرعون کو "

مولانا فتح محمد جالندہریؒ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :-

" اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تو تم کو نجات دی اور فرعون کی قوم کو غرق کردیا "

تفسیر "الکشاف" عربی ترجمہ صد ۲۸۰ پر لفظ فَرَقْنَا کا ترجمہ عربی میں اس طرح ہے (فرقنا) فصلنا بین بعضہ وبعض حتّی صارت فیہ مسالک لکم۔ وقرئ فرّقنا بمعنی فصلنا۔ "فصلنا" کا اردو ترجمہ القاموس الفرید میں صد ۵۰۴ پر "فصل الشئ بٹکڑے کرنا، تقسیم کرنا لکھا ہے۔ تفسیر روح المعانی جلد ۳ صد ۳۳۴ پر اس آیت قرآن کا عربی ترجمہ یوں تحریر ہے (واذ فرقنا بکم البحر) عطف علی ما قبل والفرق الفصل بین الشیئین وتعدیۃ الی البحر بتضمین معنی الشق

اسی طرح تفسیر کبیر للامام فخر الرازی جلد ۳-۴ کے صفحہ ۷۰ پر اس آیت کا ترجمہ عربی میں اس طرح سے ہے :-

(واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا آل فرعون) ھذا ھو النعمۃ ثانیۃ وقولہ (فرقنا) ای۔ فصلنا بین بعضہ وبعض حتی صارت فیہ مسالک لکم وقرئ (فرّقنا) بالتشدید بمعنی فصلنا یقال فرق بین الاشیاء لان المسالک کانت اثنتی عشرۃ علی عدد الاسباط فان قلت ما معنی (بکم) قلنا فیہ وجہان۔ احدھما: انھم کانوا یسلکونہ ویتفرق الماء عند سلوکھم فکانما فرق بھم کما یفرق بین الشیئین بما توسط بینھما" ...... چنانچہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ اس طرح سے ہوا کہ " جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا " تو دریا کا شق ہونا کسی صورت میں مدّ و جزر سے نہیں ہوا کرتا۔ مدّ و جزر میں صرف پانی کی کمی بیشی واقع ہوتی ہے۔ اس کی مزید وضاحت قرآن کریم کی آیت ۷۷ سورہ طٰہٰ سے ہوتی ہے۔ ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسرِ بعبادی فاضرب لھم طریقاً فی البحر یبساً " اس آیت کا اردو ترجمہ مولانا فتح محمد جالندہری نے صد ۴۳۷ تفسیر القرآن میں یوں کیا ہے :-

" اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات نکال لے جاؤ۔ پھر ان کے لئے دریا (لاٹھی مار کر) خشک راستہ بنا دو "

تفسیر الکشاف عربی ترجمہ جلد ۲ صہ ۵۳۶ (فاضرب لھم طریق) فجعل لھم من قولھم ضرب له فی
ماله سهما و ضرب اللبن عملا ۔ الیبس حصور وصف به ۔ قرئ بسکون الباء و بفتحها الخ) قال احمد
و وجد آخر وھوان قدر کل جزء من اجزاء الطریق طریق ۔ وکانت بھذہ المثابۃ لانھا کانت
اثنی عشر طریقا لکل سبط طریق ۔ واللہ اعلم لفظ یَبَسًا کے معنی عربی اردو ترجمہ زین العابدین سجاد میرٹھی صاحب؛
صہ ۸۹۱ (بیان اللسان) پر اس طرح سے کرتا ہے ۔" یابس" خشک ۔ یعنی عصا مارنے سے سمندر خشک ہو کر
اس میں ۱۲ راستے بن گئے ۔ ۱۲ کی تعداد بنی اسرائیل کے بارہ فرقوں کی وجہ سے ہے ۔
اس کی مزید وضاحت سورۃ الشعرا آیت ۶۳ میں قرآن کریم کے ان الفاظ میں ہے ۔
" فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر" فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم"
اردو ترجمہ مطابق مولانا اشرف علی تھانوی صہ ۵۷۰ اس طرح سے ہے :۔
" پھر ہم نے موسی کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو ۔ چنانچہ وہ پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا تھا جیسے بڑا پہاڑ"
اسی آیت شریف کا ترجمہ تفسیر القرآن اردو ۔ مولانا فتح محمد جالندھری کے صہ ۵۵۲ میں یوں ہے ۔
" اس وقت موسی کی طرف ہم نے وحی بھیجی کہ اپنی لاٹھی کو دریا پر مارو تو دریا پھٹ گیا اور ہر ایک ٹکڑا (یوں)
ہو گیا (کہ) گویا بڑا پہاڑ (ہے)
تفسیر الکشاف جلد ۳ صہ ۱۱۵ میں اس آیت کی تفصیل اس طرح ہے ۔
" فاوحی اللہ تعالی الیه ان اضرب بعصاک البحر فضربه فصار فیه اثنا عشر طریقا لکل سبط
طریق ..... ویقال ھذا البحر ھو بحر القلزم ۔ وقیل ھو بحر من وراء مصر"
ان خشک راستوں پر سے موسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی دریا سے پار ہو گئے ۔ تو ان کے پیچھے فرعون
اور اس کے لشکر ان کے تعاقب میں چلے گئے ۔ جس کا ذکر سورہ طہ آیت ۷۸ میں ہے ۔ فاتبعھم فرعون بجنودہ فغشیھم من
الیم ما غشیھم ط جس کا ترجمہ اردو میں مولانا فتح محمد جالندھری کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ
" پھر فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا تعاقب کیا تو دریا (کی موجوں) نے ان پر چڑھ کر انہیں ڈھانک لیا
(یعنی ڈبو دیا)"
" غشیھم" غشاوہ ۔ غشی ۔ غشاءٌ ہے جس کا مطلب ہے ڈھانکنا ۔ پردہ ڈالنے کے ہے ۔
یعنی فرعون اور اس کی فوج دریا کے ان راستوں پر جا کر جب وسط میں پہنچے تو دریا پہلے کی طرح دوبارہ
آملا ۔ فرعون اور اس کی فوج کو ڈھانک دیا یعنی غرق ہوا ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرعون غرق ہونے کے بعد
کیسے دریا سے نکلا ۔ آیا غوطہ خوروں نے نکالا یا اللہ تعالی کے حکم سے اس کی لاش ساحل دریا پر پھینک دی گئی ۔

تفسیر روح المعانی جلد ۱۶ - ۱۸ کے صفحہ ۱۵ میں ذکر ہے۔ اسی طرح تفسیر کبیر امام فخر الدین میں اسی واقعہ کا ذکر صہ ۹۴ جلد ۲۲ میں بہت دلچسپ پیرایہ میں موجود ہے۔ جس وقت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دریا سے صحیح وسلامت پار ہوگئے اور دریا واپس ملا اور فرعون غرق ہوا۔ تو بنی اسرائیل نے دریا کے ملنے کی آواز سن کر موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ فرعون اور اس کی فوج کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا ہے۔ تو وہ واپس ہوئے تاکہ ان کو دیکھ لیں۔ تو بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تاکہ ہم ان کو دیکھ لیں۔ چنانچہ موسیٰ نے دریا کو حکم دیا " فلفظهم البحر الی الساحل " پس دریا نے اس کو ساحل پر پھینک دیا۔

مزید مدّوجزر سے غرق ہونے کی تردید سورہ القصص آیت ۴۰ سے ہوتی ہے۔

فاخذناہ وجنودہٗ فنبذنٰهم فی الیّم ترجمہ " تو ہم نے ان کو اور ان کے لشکروں کو پکڑ لیا اور دریا میں ڈال دیا " سورۃ الزخرف آیت ۵۵ میں ارشاد ہے۔ " فلما اسفونا انتقمنا منهم فاغرقنٰهم اجمعین ترجمہ۔ پھر جب انہوں نے ہم کو غصہ کیا تو ہم نے ان سے انتقام لے کر ان سب کو ڈبو چھوڑا "

آگے سورہ الدخان آیت ۲۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے فاسر بعبادی لیلاً انکم متّبعون وترك البحر رهواً انّهم جندٌ مُغرقُون ۔ ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میرے بندوں کو راتوں رات لے کر چلے جاؤ اور (فرعونی) ضرور تمہارا تعاقب کریں گے اور دریا سے (کہ) خشک (ہو رہا ہوگا) پار ہو جاؤ (تمہارے بعد) ان کا تمام لشکر ڈبو دیا جائے گا "

اس کے بعد قرآن کریم میں سورہ الذاریات آیت ۴۰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاَخذنٰهُ وجنودہ فنبذنٰهم فی الیّم وهو ملیم ترجمہ۔ تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکر کو پکڑ لیا اور ان کو دریا میں پھینک دیا اور وہ کام ہی قابل ملامت کرتا تھا۔

اب مزید سوال یہ رہا کہ فرعون آیا دریائے نیل میں غرق ہوا یا بحیرہ قلزم میں۔ تو قرآن کریم میں لفظ "یم" اور "بحر" دونوں آئے ہیں۔ "یم" کے معنی دریا اور سمندر دونوں ہو سکتے ہیں۔ (دیکھو) القاموس الفرید صہ ۶۷۳ — بیان اللسان صہ ۸۹۴۔ بہر کیف الکشاف میں ہے کہ "یم" کا مطلب وہ دریا یا سمندر ہے جس کی تہہ یا قعر نامعلوم ہو۔ یعنی بہت گہرا ہو۔ واللہ اعلم

امید ہے کہ حمید اللہ صاحب کی تسلی ہو گئی ہو گی۔ اگر میں خود کبھی پیرس گیا (جیسا کہ کئی مرتبہ جا چکا ہوں) تو میں انشاء اللہ حمید اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل کروں گا۔